(دوسری قسط)

فن

تاریخ گوئی کی ابتداء

از

ڈاکٹر آفتاب احمد خاں ڈبل ایم، اے. پی، ایچ، ڈی (لیکچرر)

(۱۳) اردو دائرہ معارفِ اسلامیہ کا مقالہ نگارِ "ابجد" لکھتا ہے کہ عربی حروف کی یہ ابجدی ترتیب صوتی یا صوری اعتبار سے کسی خاص چیز سے واقعتاً مطابقت نہیں رکھتی اگرچہ وہ یقیناً بہت قدیم ہے۔ جہاں تک پہلے بائیس حروف کا تعلق ہے تو یہ ترتیب ایک قدیم لوح میں بھی موجود ہے جو راس شمرہ (مغربی شام میں لاذقیہ کے قریب واقع ایک گاؤں) میں ۱۹۲۸ء دستیاب ہوئی ہے...... (یہ اوگاریت یا یگارت کے باشندوں کے حروف ہجا تھے جو "راس شمرہ" کے پاس قدیم شہر تھا)...... اوگاریت زبان ایک سامی زبان ہے جس کا رشتہ قدیم عبرانی سے ملتا ہے۔ لہٰذا اس ابجدی ترتیب کا کم از کم کنعانی الاصل ہونا یقینی ہے لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ عبرانی اور آرامی حروف ہجا میں یہ ترتیب قائم رکھی گئی اور بلاشبہ عربوں نے موخرالذکر حروف کے ساتھ ہی یہ ترتیب بھی اختیار کرلی ہوگی۔[۴]

(۱۴) ڈاکٹر محمد انصار اللہ لکھتے ہیں کہ: "محققین کا اس بارے میں اتفاق ہے کہ دنیا کے تمام قدیم وجدید حروفِ تہجی سامی حروف سے ماخوذ ہیں۔ عربی اور ہندوستانی حرفوں کا ماخذ بھی یہی سامی حروف ہیں۔"[۵] اور چونکہ سامی ابجد کے تمام بائیس حروف کے بالترتیب ایک سے چار سو تک اعداد مقرر کر رکھے ہیں لہٰذا عربوں نے بھی انہیں اختیار کرلیا۔

(۱۵) محمد اسحاق صدیقی صاحب کی تحقیق یہ ہے کہ سامی قوم سے پہلے کسی قوم نے حروف

---

۴ ا:۳۳۷، ۳۳۸

۵ مناد ید تاریخ گوئی مشمولہ مجلہ دانش ویژہ (خصوصی) نامہ نمبر ۵۔۷، ص ۲۱۸

سے اعداد کا اظہار نہیں کیا تھا چنانچہ بعد میں جب کسی قوم نے سامی خط اختیار کیا اور اپنی ضرورت کے مطابق کچھ نئے حروف ایجاد کئے تو ان سے رسماً اعداد بھی منسوب کئے۔ چنانچہ عبرانی میں حروف سے چار سو تک، یونانی میں نو سو تک، عربی میں ہزار تک، جارجین میں دس ہزار تک اور آرمینین میں بیس ہزار تک اعداد منسوب ہیں۔[1]

(۱۶) علامہ سید سلیمان ندوی کے مطابق عربی میں ابتداءً اعداد کو لفظوں میں لکھا کرتے تھے بعد ازاں یہودیوں اور یونانیوں کی تقلید میں رقم حروف ابجد میں لکھنے لگے، جیسا کہ اب بھی عربی ہیئت (Astronomy) میں اختصار اور صحت کے خیال سے یہ طریقہ رائج ہے اور جس پر مشرق میں "ابجد ہوز......" کے قاعدہ سے مادۂ تاریخ نکالنے کا رواج ہے۔[2]

حروف کی ابجدی ترتیب اور اس سے متعلق آٹھ کلمات کی بابت یہاں تک جن روایات کا ذکر کیا گیا، ان کے بارے میں علامہ نیاز فتح پوری کا ارشاد ہے کہ:

"یہ سارے بیانات لغو ہیں، حقیقت یہ ہے کہ عربوں نے حروفِ ہجا عبرانی اور آرامی زبان سے حاصل کئے اور چونکہ وہاں یہی ترتیب تھی جو ابجد، ہوز وغیرہ میں پائی جاتی ہے اس لئے عربوں نے اسے بجنسہ لے لیا بعد کو البتہ اس ترتیب میں بلحاظ اسلوبِ تحریر و مخارج کچھ فرق ہو گیا۔"[3] تین تین چار چار حرفوں کو ملانے سے بعض کلمات کا بن جانا محض اتفاق ہے، لیکن ان سے یہ فائدہ ضرور ہے کہ اس طرح حروف کو بآسانی بالترتیب یاد رکھا جا سکتا ہے، اور شاید اسی غرض سے کلماتِ ابجد وضع کئے گئے تھے۔[4]

اس مقام پر رائے بہادر گوری شنکر ہیرا چند اوجھا کے ایک مقالہ بعنوان "علم الاعداد کا ارتقاء" کا ذکر ضروری ہے صاحب مقالہ نے لکھا ہے:

"علم الاعداد کی طرزِ جدید کی ایجاد ہندوستان میں ہی ہوئی۔ پھر یہاں سے اہلِ عرب نے یہ علم سیکھا اور عربوں نے اسے یورپ میں رائج کیا۔ اس کے قبل ایشیا اور یورپ کی کلدانی،

---

[1] فن تحریر کی تاریخ ص ۱۶۸
[2] عرب و ہند کے تعلقات ص ۱۳۴ مطبع معارف اعظم گڑھ طبع جدید ۱۹۹۲ء
[3] فن تاریخ گوئی اور اس کی روایت ص ۹ بحوالہ نگار (لکھنو) معلومات نمبر ص ۱۰۴ جنوری فروری ۱۹۵۸ء
[4] فن تحریر کی تاریخ ص ۲۳۵ بحوالہ مجموعہ استفسار و جواب جلد دوم

یونانی عربی تو میں ہندسہ کا کام حروف تہجی سے لیتی تھیں۔ عربوں میں خلیفہ ولید اوّل کے زمانہ تک اعداد کا رواج نہ تھا (۷۰۵۔۷۱۵ء) اس کے بعد انہوں نے ہندوستان سے یہ فن سیکھا۔[1]

اس بیان پر یہ اعتراض وارد ہو سکتا ہے کہ اگر ترتیب ابجد ولید بن عبد الملک کے عہد حکومت میں رائج ہو گئی تھی تو پھر مشرقی و مغربی ابجد کی ترتیب میں فرق کیوں واقع ہوا اور اس کے اسباب کیا تھے؟ یا پھر ولید کے عہد تک ذیل کی مغربی ترتیب ہی مشرق میں کیوں رائج نہیں ہوئی:

کلمات	ابجد				ہوز			حطی			کلمن			
حروف	ا	ب	ج	د	ہ	و	ز	ح	ط	ی	ک	ل	م	ن
اعداد	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۲۰	۳۰	۴۰	۵۰

کلمات	صعفض				قرست				ثخذ			ظغش		
حروف	ص	ع	ف	ض	ق	ر	س	ت	ث	خ	ذ	ظ	غ	ش
اعداد	۶۰	۷۰	۸۰	۹۰	۱۰۰	۲۰۰	۳۰۰	۴۰۰	۵۰۰	۶۰۰	۷۰۰	۸۰۰	۹۰۰	۱۰۰۰

واضح رہے کہ شمالی افریقہ اور جزیرہ نمائے اسپین و پرتگال میں پانچویں، چھٹے اور آٹھویں مجموعہ حروف کی ترتیب مختلف ہے، جس کی بنا پر مشرقی و مغربی ابجدی ترتیبوں کے چھ حرفوں کی عددی قیمتوں میں بھی فرق واقع ہو گیا ہے۔ ذیل کے نقشے میں ان چھ حروف کی عددی قیمت کے فرق کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

حروف	س	ش	ص	ض	ظ	غ
مشرقی اعداد	۶۰	۳۰۰	۹۰	۸۰۰	۹۰۰	۱۰۰۰۰
مغربی اعداد	۳۰۰	۱۰۰۰	۶۰	۹۰	۸۰۰	۹۰۰

اس فرق کی بنیادی وجہ کیا ہے اس سوال کا جواب بہ ظاہر آسان نہیں لیکن قیاس کے طور پر کہا

ـ حروف ابجد کے اعداد کے لحاظ سے یہ علم بقراط اور افلاطون کے زمانہ میں بھی یونان میں عام تھا (شمس المعارف ج۲، ص ۳۹۲)

[1] قرونِ وسطیٰ میں ہندوستانی تہذیب ص ۱۳۵ و ۱۳۶، مترجمہ منشی پریم چند، ہندوستانی اکیڈیمی یوپی الہ آباد ۱۹۳۱ء بحوالہ بھارتی پر اچین لپی مالا ص ۱۱۷

جا سکتا ہے کہ ہسپانیہ کی فتح اور وہاں اموی شہزادہ عبدالرحمٰن الداخل کے زمانہ (۱۳۸ تا ۱۷۱ھ / ۷۵۵۔۷۸۷ء) تک کلمات ابجد کی آٹھ مجموعوں میں تقسیم تو ہو گئی ہو مگر اس پر کامل اتفاق نہ ہوا ہو اور اس کے سبب ہی مشرقی و مغربی ترتیب کے مابین فرق واقع ہوا ہو اور ازاں بعد مشرقی ابجد نے ہارون الرشید کے زمانہ خلافت (۱۷۰ھ / ۷۸۶ء۔ ۱۹۳ھ / ۸۰۸ء) میں، جو علوم و فنون اور تراجم کے اعتبار سے عہدِ زریں تھا، مستقل شکل اختیار کی ہو۔ ہمارے اس قیاس کو اس بات سے بھی تقویت ملتی ہے کہ خلیفہ ہارون کے عہد میں عبرانی زبان کے حروف تہجی پر جو تعداد میں بائیس ہیں اور بہ اعتبار ادبیات و علوم تمام سامی زبانوں میں سب سے زیادہ قدیم ہے۔ "ثخذ و ضظغ" کا اضافہ بھی ملتا ہے اور مزید علامہ سید سلیمان ندوی کے لفظوں میں کہ "عربی زبان میں حروف ہجا کی یہ تبعیت (پیروی) عبری کی ترتیب پر تھی" [۱] اس خیال کی تائید ابوریحان البیرونی (م ۴۴۰ھ / ۱۰۴۸ء) کے درج ذیل اقتباس سے بھی ہوتی ہے، وہ لکھتا ہے، "اہل ہند اپنے رسم الخط کے حروف سے اعداد کا کام نہیں لیتے جیسے کہ ہم عبرانی حروف کی ترتیب سے عربی حروف سے کام لیتے ہیں۔" [۲] طامس پیٹرک بھی اسی خیال کا ہم نوا ہے۔ چنانچہ اس کے لفظوں میں عربی ابجد کے پہلے چھ کلمات عبرانی "الفابیت" سے مشابہ ہیں اور آخری دو مجموعے عربی سے مخصوص ہیں۔[۳]

عبرانی حروف تہجی کے بائیس حروف یہ ہیں:

الف (Alerh) بیط (Beth) گیمل (ج) (Gimal) دالط (Daleth) ہے (ہ) (He- E) واو (Vaw) زین (Zen) حیط (Hath) طیط (Tath) یود (Yod,Jod) کاف (Kaf) لامد (Lamed) مم (Mom) نن (Nun) سن یا سامک (Sun) عین (Ain) فے (Fe) صخ یا صادے (Sade) قف یا قوف (Qof) رش یا ریش (Rash) شن یا شین (Shan) اور تاؤ (Taue) [۴]

عربی تلفظ کے اعتبار سے ان عبرانی حروف کی عددی قیمت اس طرح ظاہر کی جا سکتی ہے:

---

[۱] مقالات سلیمانی ۳: ۲۳۔۲۲ مطبع معارف اعظم گڑھ ۱۳۹۱ھ / ۱۹۷۱ء [۲] قرون وسطیٰ میں ہندوستانی تہذیب ص ۱۳۷

[۳] "The First Six Of These Words Correspond To The Hebrew Alphbet ,The Last Two Consist Of The Letters Peculiar To Arabic "Cit Dictionaryof galam P.681Col.1

[۴] مقالات سلیمانی ۳: ۲۳۔۲۲، فن تحریر کی تاریخ ص ۱۵۸ پر شکل (نقشہ) نمبر ۱۰۸ نیز رائل ڈکشنری ان ٹو پار ٹسکے مختلف صفحات مطبوعہ میتھوڈسٹ پبلشنگ ہاؤس لکھنو ۱۸۹۳ء

ا، ب، ج، د، ہ، و، ز، ح، ط، ی، ک، ل، م، ن، س،
۱ ۲ ۳ ۴ ۵ ۶ ۷ ۸ ۹ ۱۰ ۲۰ ۳۰ ۴۰ ۵۰ ۶۰

ع، ف، ص، ق، ر، ش، ت۔
۷۰ ۸۰ ۹۰ ۱۰۰ ۲۰۰ ۳۰۰ ۴۰۰

ان حروف سے جو کلمات بنتے ہیں، ان کی ترتیب یہ ہے:

"ابجد، ہوز، حطی، کلمن، سعفص، قرشت، ان کی عددی قدر چار سو تک ہے عربوں نے "ثخذ اور ضظغ" کا اضافہ کر کے ان تمام کلمات سے ایک ہزار تک اعداد منسوب کر لئے جو ان کے سامی مزاج کے مطابق تھے۔ یہاں اس جانب بھی اشارہ ضروری ہے کہ رومن ابجد کے آخری چھ حروف یعنی (U,V,W,X,Y,Z) بھی بعد کا اضافہ ہیں۔

اس بحث سے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ عربی زبان کی یہ ابجد بے حد سائنٹفک اور جامع ہے چنانچہ دنیا میں سب سے زیادہ رائج زبان انگریزی کی چھبیس حرفی "ابتث" (الفابیٹ) کے بارہ حروف یعنی A.B.C.D جس سے ابجد بنتا ہے۔ ۱؎ K.L.M.N جو براہِ راست کلمن سے اور Q.R.S.T قرشت سے ماخوذ ہیں۔ اسی عربی ابجد کے غیر معمولی اثرات کا نتیجہ ہیں۔ "ہوز" کے لئے انگریزی میں کئی حروف استعمال ہوئے ہیں جیسے "E.F.G.H.I.J" اس مجموعے میں 'E' ہائے ہوز (ہ) کی جگہ ہے اور F.G.H "واؤ" کے قائم مقام ہیں Though اور "Though" میں ہم آج بھی G.H کی آواز "واو" ہی نکالتے ہیں) J. از (زائے معجمہ) کی جگہ ہے۔ یوں مجموعی طور پر انگریزی حروف E F G H I J ہوز ہو جاتا ہے۔ ۲؎ اس مثال سے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ انگریزی زبان کے مذکورہ حروف عربی زبان کی ترتیبِ ابجد سے کتنے قریب اور اس سے متاثر ہیں۔

علم الاعداد کی ترویج واشاعت سے پہلے اہلِ عرب کی مانند یونانی اور رومی بھی ہندسوں (ارقام) کا کام حروف تہجی ہی سے لیتے تھے۔ چنانچہ رومن حرفوں کا استعمال اعداد کے بجائے آج کل بھی دیباچہ میں صفحات کی تعداد اور گھڑیوں میں وقت ظاہر کرنے کے لئے عمومی طور پر

۱؎ انگریزی کا حرف "C" اصل میں "ج" کا قائم مقام ہے۔ "جلال" کو ترکی میں آج بھی "CELAL" لکھتے ہیں۔ ملاحظہ ہو مقالہ "عربی زبان کی اہمیت" از ڈاکٹر نثار احمد فاروقی مشمولہ ماہنامہ منادی، نئی دہلی جلد 68 شمارہ ۱۱ ص ۷

۲؎ لسانی مطالعے ص ۱۶

کیا جاتا ہے۔ گرچہ آج کل ہر تعلیم یافتہ رومن حروف کے اعداد سے واقف ہے، تاہم ذیل کی جدول میں اس زبان کے ان حرفوں کو درج کیا جاتا ہے، جن سے اعداد منسوب کئے گئے ہیں۔ واضح ہو کہ اس رومن خط کا رواج انگلینڈ میں جولیس سیزر (Julius Caeser) کے حملے (۵۴۔۵۵ق۔م) کے بعد ہوا تھا۔

صورت حروف	تلفظ	عدد	صورت حروف	تلفظ	عدد	صورت حروف	تلفظ	عدد
I	آئی	۱	L	ایل	۵۰	D	ڈی	۵۰۰
V	وی	۵	C	سی	۱۰۰	M	ایم	۱۰۰۰
X	ایکس	۱۰	G	جی	۴۰۰	---	---	---

اس جدول کے رو سے G (جی) اور L (ایل) پر آڑی لکیر[۱] بنا دینے پر ان دونوں حرفوں کی قیمت سو گنا و ہزار گنا بڑھ جائے گی یعنی علی الترتیب چالیس ہزار اور پچاس ہزار ہوں گے لیکن یہ دنو حروف بطورِ اعداد عام طور پر مستعمل نہیں۔ انہی حرفوں سے چھوٹے بڑے عدد رومن حساب سے بنا لیے جاتے ہیں یعنی بڑے عدد والے حروف کے بائیں جانب چھوٹے عدد والا حرف لکھنے سے قیمت کم اور دائیں جانب لکھنے سے قیمت زیادہ ہو جاتی ہے۔ مثلاً: IX: نو، XV: پندرہ، VC: پچانوے، GX: چار سو دس وغیرہ۔ لیکن انگریزی میں "G" کے علاوہ صرف سات حرفوں سے ہی بالعموم گنتیوں کا کام لیا جاتا ہے اب سوال یہ ہے کہ کیا عربی اساس زبانوں کی طرح تاریخ گوئی کا رجحان مغربی اور بالخصوص انگریزی زبان وادب میں بھی موجود ہے؟ تاریخی شواہد کی روشنی میں اس کا جواب نفی میں ہوگا۔ البتہ خواجہ حافظ کی وفات سے متعلق ذیل کی مثال کو مستثنیات یا محض تفریحِ طبع کا نتیجہ سمجھنا چاہئے:

Thrice Take From Mosullah Garth its Richest Grain Which is The Year of Hafiz's Death [۲]

یعنی صحنِ مصلّٰی سے اس کے سر سبز دانے کو تین مرتبہ اٹھا لو یہی حافظ کا سالِ وفات ہے۔

[۱] دی رائل ڈکشنری ان لو پارٹس حروف G اور L کے تحت
[۲] فن تاریخ گوئی از کسری منہاس ص ۹

واضح رہے کہ یہ تاریخ بھی اصلاً فارسی کے درج ذیل مادۂ تاریخ پر مبنی ہے:
بجو تاریخش از "خاک مصلّی"[۱] ۷۹۱ھ

منقولہ بالا انگریزی (Chronogram) سے سال اس طرح برآمد کیا گیا ہے کہ لفظ (مصلّی) Mosullah کے حروف "M" اور دو "LL" (ایل) کے اعداد کا میزان (۱۱۰۰) ہوتا ہے اس میزان میں سے اگلے مصرع (Hemistich) کے الفاظ Its Richest Grain کے ایک "C" (سی) اور تین "I" (آئی) کے ایک سو تین عدد کو تین گنا (۳۰۹) کرکے (۱۱۰۰) میں سے خارج (۱۱۰۰-۳۰۹) کرتے ہوئے مطلوبہ تاریخ ۷۹۱ھ حاصل کرلی گئی یعنی یہ تاریخ تخرجہ سے برآمد کی ہے۔ علاوہ ازیں بعض دیگر تاریخیں بھی ملتی ہیں۔

اہلِ یورپ نے جب عربوں سے حساب اور ہندسہ کا علم سیکھا تو معمولاتِ زندگی کے دیگر شعبوں سے حروف کا استعمال بطورِ اعداد متروک ہوگیا جیسا کہ خود اہلِ عرب نے ہندوؤں سے حساب ہندی (ارقامِ ہندیہ) سیکھنے کے بعد حروفِ ابجد کو بطورِ اعداد استعمال کرنا ترک کردیا تھا۔

سنسکرت میں بھی ویدوں کے زمانہ سے اعداد کو حرفوں سے ظاہر کرنے کی روایت رہی ہے۔ ابتداءً اس زبان کے چھتیس حروفِ تہجی یا حروفِ مقطعات کی ایک سے لیکر مہاسنگھ تک قیمت مقرر کی گئی ہے۔[۲] یعنی حرف प (پا) کا ایک عدد ہے تو फ (پھا) کی قیمت مہاسنگھ ہے۔[۳] اس علم کو سنکیت وِدّیا کا نام دیا گیا ہے۔ سنسکرت میں تاریخ گوئی کے اس طریقہ کا موجد آریہ بھٹ اول (پیدائش ۴۷۶ء)[۴] کو تسلیم کیا جاتا ہے۔ لیکن دسویں صدی عیسوی میں آریہ بھٹ ثانی[۵] (ماہر ریاضی) نے سابقہ طریقہ کو آسان بنایا۔ اس نے سنسکرت کے تمام حروفِ تہجی کو درج ذیل چار گروہوں میں تقسیم کیا اور ہر گروہ کے حرفوں کی قیمت صفر سے نو تک مقرر کی۔

---

۱ دیوانِ حافظ مترجمہ پروفیسر عنایت اللہ راولپنڈی ص ۵۷۸ مطبوعہ بار اول ۱۹۲۴ء
۲ برائے تفصیل دیکھئے غرائب الجمل ص ۳۳ کی جدول اور فنِ تاریخ گوئی از کسریٰ منہاس ص ۱۳ تا ۱۴
۳ مہاسنگھ کے صفر یاد رکھنے کے لئے اردو کا یہ شعر کار آمد ہے: مہاسنگھ کے صفر انیس جان: شمار اس سے آئے نہیں مہرباں۔ (لغاتِ ہیر الفظ صفر کے تحت)
۴ پراچین بھارت کا اتہاس از ڈاکٹر رما شنکر ترپاٹھی ص ۲۰۶ ناشر موتی لال بنارسی داس دلی طبع ثالث ۱۹۶۲ء نیز بھارتیہ پراچین لپی مالا ص ۱۱۶ مصنفہ رائے بہادر پنڈت گوری شنکر ہیرا چند اوجھا، پبلشر منشی رام منوہر لال، نئی دلی ۱۹۹۳ء
۵ آریہ بھٹ ثانی دسویں صدی عیسوی میں ہوئے، جنکی مشہور تصنیف "سدھانت" اٹھارہ ابواب پر مشتمل ہے۔

اعداد	۰	۹	۸	۷	۶	۵	۴	۳	۲	۱ क
حروف	یاں ञ	جھ झ	جَ ज	چھَ छ	چَ च	ناں ङ	گھَ घ	گَ ग	کھَ ख	کَ क
حروف	نَ न	دھ ध	دَ द	تھَ थ	تَ त	ڑاں ण	ڈھَ ढ	ڈَ ड	ٹھ ठ	ٹَ ट
حروف						مَ म	بھَ भ	بَ ब	پھَ फ	پَ प
حروف			ہَ ह	سَ स	شَ ष	شَ श	وَ व	لَ ल	رَ र	یَ य

سنسکرت میں دراصل تینتیس حروف صحیح اور تیرہ حروف علت ہیں ڑ (ड़) اور (ढ़) اضافی حروف صحیح ہیں۔ بنابریں اس تقسیم بالا کی پہلی عمودی سطر میں ابتدائی چار حرف۔ ک، ٹ، پ، ی۔ ہیں لہذا اس طریقہ کو عرف عام میں صوتی اعتبار سے "کاٹاپایا" کا طریقہ کہتے ہیں اور ان چاروں حروف کی قیمت ایک ہے۔ دوسرے مجموعے "کھاٹھاپھارا" کے ہر ایک حرف کی قیمت دو علیٰ ہذا۔ چونکہ بنیادی عدد ایک سے نو تک ہی ہوتے ہیں اس لئے اس طریقہ میں تمام حروف کی قیمت بھی ایک سے نو تک ہی رکھی گئی ہے۔ ماتراؤں (اعراب) کا کوئی عدد شمار نہیں کیا جاتا۔ اس کے علاوہ تاریخ نکالنے میں ان حرفوں کا مجموعہ بھی بامعنی نہیں ہوتا، لیکن اس سے قطع نظر ابتدائی زمانے میں تاریخ گوئی کے لئے بعض ایسے الفاظ کا انتخاب کیا جاتا تھا، جن کی تعداد متعین تھی۔ یہ طریقہ آج بھی رائج ہے۔ چنانچہ ان الفاظ کو لکھ کر ان کی تعداد کے مطابق عدد شمار کر لئے جاتے ہیں مثلاً:

(۱) آکاس یا سنیہ: صفر، (۲) برہم (خدا) یا چندرما (چاند): ایک (۳) آنکھ، کان، ہاتھ: دو (۴) گن (خواص): تین (۵) وید، ورن (ذات) جگ (زمانہ سمندر: چار (۶) پنچ بھوت (عناصر خمسہ) اندری (حواسِ خمسہ) بان، تیر: پانچ (۷) رَس، شاستر (Scriptures) یعنی (عہد نامے) بھر مر (بھونرا) جس کے چھ پر ہوتے ہیں: چھ (۸) پاتال، سپت پوری، دھاتو، پربت، رشی، سُر (سا، را، گا، ما، پا، دھا، نی): سات (۹) جوگ [۱] (نیک ساعت) گج (ہاتھی جو آٹھوں سمت کی حفاظت کرتے ہیں): آٹھ (۱۰) گرہ (تارے): نو (۱۱) دِشا (سمت): دس (۱۲) رُدر (دیوتاؤں کا گروہ جس کا مکھی شو ہے): گیارہ (۱۳) راشی (راس، برج) آدتیہ [۲] (سورج جو بارہ حصوں میں تقسیم ہے): بارہ اسی طرح تیرہ، چودہ وغیرہ کو قیاس کیا جانا چاہئے۔ مثلاً رتن: چودہ۔ (جاری)

[۱] ریاضت و مجاہدہ (جوگ۔ یوگ) کے بھی آٹھ ذرائع ہیں دیکھئے سنسکرت ہندی کوش از وامن شورام آپٹے ص ۸۳۹ موتی لال بنارسی داس پبلشرز دلی ۱۹۸۹ء [۲] بحوالہ مقالہ مناد ید تاریخ گوئی ص ۲۲۰ تا ۲۲۳ نیز وامن آپٹے۔ ص ۱۲۳، ۱۷۶، ۳۲۸، ۳۵۸، ۵۶۳، ۸۳۶، ۸۳۹، ۱۰۱۴، ۱۰۷۱، ۱۰۸۱، ۱۱۲۱، ۱۲۰۵ نیز ۱۲۶۳۔